نبی ﷺ کے معجزات پر محمد حسین ھیکل کے شبہات: ایک مطالعہ
A Study of Muhammad Hussain Heckle's Doubts Regarding the Miracles of Prophet

Zulfiqar Ahmad

Doctoral Candidate, Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala

Abstract

The Holy Prophet (P.B.U.H) was bestowed miracles for three reasons, Firstly, to awaken the consciousness of disbelievers, Secondly, to strengthen the belief of believers, then to punish such rejecters who exceed the limits. As other realities have been being denied, this (miracles of Holy Prophet P.B.U.H) was also denied by some rationalists influenced by the orientalist movement. Muhammad Hussain Heckle is one of those rationalists who denied the miracles of Holy Prophet (P.B.U.H) because of being influenced by orientalist thinking. It seems necessary to view it keeping in mind the basic sources.

Keywords: Miracles of Prophet (P.B.U.H), heckle, Study, Doubts

تمہید

معجزہ عربی زبان کا لفظ ہے اور یہ عجز سے ہے جس کے معنی کمزوری کے ہیں۔ معجزہ سے مراد ایسے امر کا وقوع میں آنا ہے جس کے اسباب سے انسانی عقل عاجز رہے۔ اس سے مراد ایسا کام ہے جو مافوق الفطرت ہو، جو عادت اور معمول کے خلاف ہو۔ اصطلاحاً معجزہ اللہ پاک کی قدرت اور حکمت کا اس کے برگزیدہ نبی کے دست مبارک سے اظہار ہے۔ قرآن میں اس کے لیئے آیۃ کا لفظ آیا ہے۔ لغات میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے۔ امر خارق العادة یعجزالبشرعن ان یاتوابمثله۔[1] معجزہ کے بارے میں مختلف تصورات پائے جاتے ہیں۔ بعض تو اس کو بعینہ مانتے ہیں اور بعض اس کی مختلف تاویلات کرتے ہیں جبکہ بعض معجزہ کے وقوع پذیر ہونے کے سرے سے قائل ہی نہیں۔ جہاں تک معجزہ کے مقاصد کا تعلق ہے تو اس کا مقصد اولاً خود پیغمبر کے دل کو تسلی اور اطمینان دینا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کے حوالے سے (وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ 2:260) کے الفاظ آتے ہیں۔ ثانیاً اس کا مقصد منکرین کے ضمیر کو جھنجھوڑنا، ثالثاً اہل ایمان کے ایمان کو مزید مضبوط کرنا اور رابعاً ایسے منکرین کو سزا دینا جو تمام حدود توڑ چکے ہوں۔

ابتدائیہ

اسلامی علوم کا پہلا اور بنیادی مآخذ قرآن مجید ہے۔ قرآن میں سیرت کے دیگر پہلوؤں کے ساتھ ساتھ معجزات رسول ﷺ کو بھی بیان کیا گیا ہے جن میں معراج، شق قمر اور دوسرے معجزات شامل ہیں۔ نبی آخر الزماں ﷺ کے وصال کے بعد سیرت نگاری کا سلسلہ شروع ہوا۔ بعض مورخین اور سیرت نگاروں نے الگ سے سیرت پر کتب تالیف کی اور بعض نے سیرت کے

مخصوص پہلوؤں کو مد نظر رکھا جن میں معجزات نبی ﷺ ایک نمایاں پہلو ہے۔ اگرچہ سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں بھی معجزات کا ذکر ملتا ہے لیکن اس پہلو پر الگ کتب بھی تالیف کی گئی ہیں جن میں امام بیہقی کی دلائل النبوۃ، امام سیوطی کی الخصائص الکبریٰ، قاضی عیاض کی الشفاء اور دیگر کتب بھی شامل ہیں۔ سیرت نگاری کا یہ سلسلہ اپنے اندر مختلف رجحانات رکھتا ہے جن میں سے ایک رجحان عقل پسندانہ ہے۔ عقل پسند سیرت نگاروں نے مافوق الفطرت واقعات اور معجزات جو نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں وقوع میں آئے، کا نہ صرف انکار کیا ہے بلکہ معجزات پر مبنی تمام روایات کی تردید بھی کی ہے۔ ایسے لوگوں میں ایک نام محمد حسین ھیکل (1956ء-1880ء) کا بھی ہے جو مصری مفکر اور استشراقی فکر سے متاثر تھا۔ ھیکل نے "حیات محمد ﷺ" کے نام سے محمد عربی ﷺ کی سیرت پر کتاب تالیف کی ہے جس میں معجزات رسول اللہ ﷺ کا انکار کیا گیا ہے۔ مضمون ہذا میں محمد حسین ھیکل کے سیرت النبی ﷺ کے پہلو معجزات النبی ﷺ کے انکار پر مبنی موقف کا جائزہ لیا گیا ہے اور قرآن و حدیث اور کتب سیرت کی روشنی میں علمی لحاظ سے ھیکل کے اس موقف کی تردید کی گئی ہے۔

محمد حسین ھیکل کا معجزات رسول ﷺ پر موقف

محمد حسین ھیکل نے سیرت النبی پر لکھی گئی اپنی تالیف "حیات محمد" میں نبی آخر الزماں کے حالات زندگی کا ذکر کرتے ہوئے معجزات سے متعلق پیش آنے والے واقعات و حالات کا بھی ذکر کیا ہے اور اس پر اپنا موقف بھی بیان کیا ہے۔ اب معجزات رسول پر محمد حسین ھیکل کے موقف کو بیان کیا جاتا ہے۔

غار ثور میں قیام کے دوران پیش آنے والے معجزات اور ھیکل کا موقف

محمد حسین ھیکل نے نبی آخر الزمان ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے دوران غار ثور میں قیام کے دوران پیش آنے والے معجزات کے متعلق قرآن وحدیث اور مسلم سیرت نگاروں کو چھوڑ کر مستشرقین کے اذہان کو اپنایا ہے اور غار ثور میں ویسے تو کئی معجزات وقوع پذیر ہوئے تھے جن کا ذکر احادیث اور کتب سیرت میں تفصیلاً آیا ہے لیکن ھیکل نے "حیات محمد ﷺ" میں صرف کفار کے حضور ﷺ کے تعاقب میں غار تک آنے پر غار کے منہ پر اچانک مکڑی کے جالے، درختوں کی شاخوں کا اگنا اور کبوتری کے انڈے کا ذکر کر کے اسے معجزہ ماننے سے انکار کیا ہے۔ وہ اس کو معمول کی چیز ہی سمجھتا ہے کہ یہ چیزیں تو معمول کے مطابق بھی زمین پر وقوع پذیر ہوتی رہتی ہیں اور غار کے دہانے پر اچانک نہ سامنے آئی تھیں بلکہ معمول کے مطابق ہی ایسا ہوا تھا۔ ھیکل اس ضمن میں مستشرق درمنگھم کے ذہن کو اپناتا ہے اور "حیات محمد ﷺ" میں درمنگھم کے حوالے سے یوں بیان کرتا ہے۔ ھذہ لامور الثلاثۃ ھی وحدھا المعجزہ التی یقص التاریخ الاسلامی الجد:نسیج عنکبوت۔وھوی حمامۃ،ونمائ شجیرۃ،وھی اعاجیب ثلاث لھا کل یوم فی ارضی اللہ نظائر[2] (یہ تین چیزیں ہیں جو کہ معجزہ کے طور پر اسلامی تاریخ میں سختی سے بیان کی جاتی ہیں مکڑی کا جالا، کبوتری کے انڈے، درخت کی ٹہنیاں اور یہ تین چیزیں تو اللہ کی زمین پر ہر روز وجود میں آتی ہی رہتی ہیں)

معجزہ غار کے اثبات میں دلائل اور ھیکل کے موقف کا رد

اب آنے والے صفحات میں معجزہ غار کے بارے میں محمد حسین ھیکل کے موقف کا قرآن اور کتب سیر کی روشنی میں علمی مطالعہ کیا جا رہا ہے۔

1۔ معجزہ غار اور قرآن

اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان کے دوران ہجرت مدینہ غار ثور کے قیام اور اس وقت دی گئی غیبی امداد کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے اور مفسرین نے بھی اس دوران پیش آنے والے واقعات کو خلاف عادت وفطرت امور کہا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ

اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۗ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ[3] (اگرنہ تم اس کی مدد کروگے تو تحقیق اللہ نے اس (پیغمبر) کی مدد کی جبکہ اس کو نکال دیا تھا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا (وہ) دوسرا تھا دو میں سے جب وہ دونوں غار میں تھے جبکہ وہ کہہ رہا تھا اپنے ساتھی سے نہ تو غم کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے نازل کی اپنی سکینت اس پر اور اس کی مدد کی ایسے لشکروں سے نہیں تم نے ان کو دیکھا اور کردی بات ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا نیچی اور اللہ کی بات وہی بالا ہے اور اللہ نہایت غالب اور حکمت والا ہے)۔

علامہ ابن کثیر "تفسیر ابن کثیر" میں آیت بالا کے ضمن میں غار ثور میں قیام کے دوران نبی آخر الزمان ﷺ کو اللہ پاک کی طرف سے دی گئی معجزانہ امداد کے بارے میں اس طرح لکھتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے غائبانہ لشکر اتار کر نبی ﷺ کی مدد فرمائی یعنی فرشتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کلمہ کفر دبا دیا اور اپنے کلمہ کا بول بالا کیا۔ شرک کو پست کیا اور توحید کو اونچا کیا۔[4] علامہ جلال الدین سیوطی نے "تفسیر در منثور" میں اس طرح بیان کیا ہے: حضور ﷺ جب غار میں داخل ہوئے تو مکڑی نے اس کے دروازہ پر جالا سا بن دیا۔ جب وہ (تعاقب کرنے والے) غار کے منہ تک پہنچے تو ان میں سے کسی نے کہا کہ اس میں داخل ہو جاؤ تو امیہ بن خلف نے کہا تمہیں غار میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟ بے شک اس پر مکڑی حضور ﷺ سے پہلے کی ہے۔ پس نبی مکرم ﷺ نے مکڑی کو مارنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔ مزید یہ کہ مکڑی نے دوبار جالا بنا، ایک بار حضرت داؤد کی حفاظت کے لیے جب طالوت آپ کو تلاش کر رہا تھا اور ایک بار حضور نبی مکرم ﷺ پر غار میں۔[5] نعیم الدین مراد آبادی نے "خزائن العرفان" میں اس طرح بیان کیا ہے: ان سے مراد ملائکہ کی فوجیں ہیں جنہوں نے کفار کے رخ پھیر دیئے اور وہ ان کو دیکھ نہ سکے اور بدر و حنین و احزاب میں بھی انہیں غیبی فوجوں سے مدد فرمائی۔[6] پیر محمد کرم شاہ الازہری "ضیاء القرآن" میں غار ثور کے معجزات سے متعلق اس طرح بیان کرتے ہیں: اس اثناء میں حضرت صدیق اکبر کی ایڑی میں سانپ نے ڈس لیا اور زہر سارے جسم میں سرایت کر گیا۔ حضور ﷺ بیدار ہوئے اور صدیق کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی۔ پھر جہاں سانپ نے ڈسا تھا وہاں اپنا لعاب دہن لگایا اس سے ساری تکلیف کافور ہو گئی۔[7] علامہ غلام رسول سعیدی نے "تبیان القرآن" میں اس طرح بیان کیا ہے: قریش جب رسول اللہ ﷺ کو ڈھونڈنے میں ناکام ہو گئے تو وہ کھوجی کو لائے جو قدموں کے نشان سے اپنے ہدف تک پہنچتا تھا حتیٰ کہ وہ شخص غار پر جا کر ٹھہر گیا۔ اس نے کہا کہ یہاں آکر نشانات ختم ہو گئے ہیں، مکڑی نے اسی وقت غار کے منہ پر جالا تن دیا تھا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مکڑی کو مارنے سے منع فرمایا ہے جب انہوں نے مکڑی کے جالے کو دیکھا تو ان کو یقین ہو گیا کہ اس غار میں کوئی نہیں ہے اور وہ واپس چلے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور ﷺ سے پہلے غار میں داخل ہوئے تاکہ آپ ﷺ کو ضرر سے محفوظ رکھیں، انہوں نے ایک سوراخ دیکھا تو اس میں اپنی ایڑی رکھ دی تاکہ اس میں سے کوئی سانپ نکل کر رسول اللہ ﷺ کو ضرر نہ پہنچائے پھر ایک سانپ حضرت ابو بکر صدیق کی ایڑی پر ڈنگ مارنے لگا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ پر اپنا لعاب مبارک لگایا جس سے فوری شفاء ہو گئی۔[8] مولانا شبیر احمد عثمانی نے "تفسیر عثمانی" میں اس طرح بیان کیا ہے: مگر خدا کی قدرت کہ غار کے دروازہ پر مکڑی نے جالا تان لیا اور جنگلی کبوتری نے انڈے دے دیئے۔[9] اس طرح دوسری بہت سی کتب تفسیر میں آیت متذکرہ بالا کے ضمن میں غار ثور میں قیام کے دوران نبی اکرم ﷺ کو اپنے رب کی طرف سے دی گئی معجزانہ امداد کا ذکر آیا ہے۔ غار میں قیام سے متعلق ھیکل نے صرف مکڑی کے جالے، کبوتری کے انڈے، درختوں کی شاخوں کا نام لے کر معجزہ سے انکار کر دیا ہے اور دوسرے اس سے متعلقہ معجزات کا ذکر تک نہیں کیا۔ کتب سیرت اور کتب معجزات میں نبی کریم ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف کی گئی ہجرت کے سفر کے دوران بہت سے معجزات کا ذکر

بروایات مصدقہ کیا گیا ہے جن میں سے غار ثور میں قیام کے دوران، سراقہ کے تعاقب کے دوران، ام معبد کے جھونپڑے میں قیام کے دوران وقوع پذیر ہونے والے بہت سے معجزات شامل ہیں جن کا ذکر کتب سیرت کی روشنی میں آئندہ کیا جا رہا ہے۔

معجزہ غار اور کتب سیرت

کتب سیرت میں نبی آخر الزماں ﷺ کے غار ثور میں قیام کے دوران اور ہجرت مدینہ کے دوسرے سفر میں وقوع پذیر ہونے والے معجزات کا ذکر مستند روایات کے تحت کیا گیا ہے۔ ابن سعد نے "طبقات ابن سعد" میں اس معجزہ کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح لکھا ہے: نبی کریم ﷺ نکلے اور غار کو روانہ ہوگئے۔ اس کے اندر داخل ہوئے اور مکڑی نے اس کے راستہ پر جالا تان دیا جس کا بعض حصہ بعض پر تھا۔ قریش نے رسول ﷺ کی انتہائی جستجو کی یہاں تک کہ غار کے رستہ پر پہنچ گئے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ اس پر تو محمد ﷺ کی ولادت سے بھی پہلے کی مکڑی ہے، وہ سب واپس ہوگئے۔ یہ ابو مصعب سے مروی ہے کہ میں نے زید، انس بن مالک اور مغیرہ بن شعبہ کا زمانہ پایا ہے۔ میں نے ان کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ غار میں اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا تو وہ نبی کریم ﷺ کے قریب اگ آیا، اس نے آپ ﷺ کی آڑ کرلی۔ اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو حکم دیا تو اس نے آپ ﷺ کے روبرو جالا لگالیا اور آڑ کرلی۔ اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا جو کہ غار کے منہ پر بیٹھ گئے۔[10] علامہ ابن کثیر "تاریخ ابن کثیر" میں اس طرح بیان کرتے ہیں: وہ لوگ صبح ہوتے ہی آپ ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے غار ثور تک جا پہنچے تھے کیونکہ ان کے خیال میں ان کی نگاہوں سے پوشیدہ رہنے کی اس سے بہتر جگہ کوئی دوسری نہ تھی لیکن جب انہوں نے غار کے منہ پر مکڑی کا جالا تنا ہوا دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ اس غار میں اگر کوئی فرد واحد بھی داخل ہوتا تو مکڑی کا جالا ضرور ٹوٹ جاتا۔ ظاہر ہے کہ مکڑی کا وہ جالا آپ ﷺ کی دشمنوں سے حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے اور یہ باتفاق مستند ترین روایت سمجھی گئی ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ غار کے منہ پر اگی ہوئی بیلوں میں کبوتروں کے جوڑے نے اپنا گھونسلا بھی آپ ﷺ کے داخل ہونے کے بعد خدا کی قدرت سے بنالیا تھا۔[11] ابن ہشام نے "سیرت ابن ہشام" میں ہجرت مدینہ کے سفر کے دوران وقوع پذیر ہونے والے معجزات کا ذکر کیا ہے: سیدہ اسماء بنت ابی بکر سے منقول ہے کہ ہمیں نہیں پتہ تھا کہ حضور ﷺ کس جانب ہجرت کر گئے ہیں اور اسی لاعلمی میں تین دن گزر گئے اور چوتھے دن ایک جن مکہ مکرمہ کی زیریں جانب سے کوئی شعر گنگناتا ہوا گزرا، اس کی آواز افراد کی ساعتوں میں پڑی تھی لیکن شکل نظر نہیں آئی تھی اور وہ جن مکہ مکرمہ کی بالائی سمت میں جا کر پوشیدہ ہو گیا اور شاعری کے موضوع سے میں نے جان لیا کہ حضور ﷺ نے مدینہ کی جانب روانگی فرمائی۔ مزید ابن ہشام نے سراقہ کے تعاقب کے بارے میں اس طرح سراقہ کے بقول لکھا ہے: میرے گھوڑے کے قدم ارض میں دھنس گئے اور میں ارض میں پھنس گیا اور اتنا طوفان آیا کہ دھواں سا ہو گیا۔[12] علامہ جلال الدین سیوطی نے "الخصائص الکبریٰ" میں ہجرت مدینہ کے دوران وقوع پذیر ہونے والے معجزات کا مختلف روایات کے تحت اس طرح ذکر کیا ہے:

ابن سعد، ابن مردویہ، بیہقی اور ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ ابو مصعب مکی نے کہا کہ میری ملاقات حضرت انس بن مالک، حضرت زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہ سے ہوئی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ غار ثور والی رات اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا وہ حضور ﷺ کے سامنے اگ آیا اور آپ ﷺ کو چھپا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو حکم فرمایا تو اس نے غار کے دہانہ پر جالا بن کر آپ ﷺ کو چھپا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم فرمایا تو وہ غار کے منہ پر آبیٹھے۔ مکڑی نے دو مرتبہ عظیم ہستیوں کے لیے جالا بنا۔ ایک دفعہ جب طالوت حضرت داؤد کو تلاش کر رہا تھا تو حضرت داؤد کے لیے مکڑی نے جالا بنا تھا اور دوسری مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے غار ثور کے منہ پر۔" جب حضرت ابو بکر صدیقؓ غار ثور میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو انہیں پیاس لگ گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دہانے پر چلے جاؤ اور وہاں جا کر پانی پی لو، حضرت ابو بکر صدیق نے وہاں جا کر ایسا پانی پیا جو شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پھر واپس آ گئے تو حضور علیہ

السلام نے فرمایا "جنت کی نہروں کے معاملات جس فرشتے کے سپرد کیے گئے ہیں اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ کو پلانے کی خاطر وہ جنت الفردوس کی نہر کا پانی غار کے دہانے تک لے آئے"۔[13] علامہ بیہقی نے حضرت انس بن مالک، زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہ کے حوالے سے اپنی تالیف میں اس بابت یوں روایت نقل کی ہے۔ ان النبی لیلۃ الغار امراللہ عزوجل بشجرۃ فنبتت فی وجہ النبی فسترتہ ،وامراللہ العنکبوت فنسجت فی وجہ النبی فسترتہ ،امراللہ حمامتین فوقفتا بفم الغار۔[14] علامہ یوسف نبہانی نے "جواہر البحار" میں اس طرح بیان کیا ہے: سرور کون و مکان کے معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جب ہجرت فرمائی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہمراہ جب غار میں آرام فرما ہوئے تو غار کے دروازے پر مکڑی نے جالا تن دیا اور کبوتری نے انڈے دے دیئے۔ جب قریش کے جوان وہاں پہنچے تو غار میں داخل نہ ہوئے اور ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ مکڑی کا یہ جالا تو غار کے منہ پر ان کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے۔۔۔ نبی کریم ﷺ اپنے یار غار حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ چل پڑے تو سراقہ بن مالک آپ کے پیچھے لگ گیا تاکہ گرفتار کر کے قریش کے حوالے کر دے اور انعام کے 100 اونٹ حاصل کرے۔ جب آپ ﷺ کے قریب پہنچا تو اس کے گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں اور وہ فریاد کرنے لگا۔۔۔ اس کے بعد ام معبد کے خیمے میں آپ ﷺ نے قدم رنجہ فرمایا تو اس کے گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہ تھی جس سے وہ مہمان نوازی کا فریضہ سرانجام دیتی۔ اس کے پاس صرف ایک بکری تھی جو بے حد کمزور ہو چکی تھی اور کمزوری کے باعث اس کا دودھ خشک ہو گیا تھا اور باہر جانے سے بھی عاجز تھی۔ آپ ﷺ نے اس بکری کا دودھ دوہا جو آپ ﷺ، ابو بکر صدیقؓ اور دوسرے ساتھیوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور اس کے بعد دوسرے برتن میں دوہا اور اسے بھی دودھ سے بھر دیا اور اسے ام معبد کے حوالے کر کے آپ ﷺ سرگرم سفر ہو گئے۔[15] مولانا صفی الرحمن مبارکپوری "الرحیق المختوم" میں معجزات غار کے بارے میں لکھتے ہیں: ادھر ابو بکر صدیق کے پاؤں میں کسی چیز نے ڈس لیا مگر اس ڈر سے ہلے بھی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ جاگ نہ جائیں لیکن ان کے آنسو رسول ﷺ کے چہرے پر ٹپک گئے اور آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی اور فرمایا ابو بکر تجھے کیا ہوا ہے۔ عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے کسی چیز نے ڈس لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر لعاب دہن لگایا اور تکلیف جاتی رہی۔[16] پیر کرم شاہ الازہری "ضیاء النبی ﷺ" میں بیان کرتے ہیں: ہوا یہ کہ غار کے دہانے کے قریب ایک خاردار درخت اگ آیا اور اس درخت کو اہل عرب "ام غیلان" کہتے ہیں جس کی لمبائی انسانی قد کے برابر ہوتی ہے اس کی شاخیں بڑی گنجان اور خاردار ہوتی ہیں۔ اس درخت کی موجودگی میں کسی شخص کا غار کے اندر جانا بہت مشکل تھا۔ نیز اس غار کے دہانے کے قریب جنگلی کبوتروں کے ایک جوڑے نے گھونسلا بنا لیا۔ وہاں انڈے بھی دے دیئے اور ان انڈوں کے سینے کے لیے ایک کبوتری ان پر ڈیرہ جما کر بیٹھ گئی۔ مزید مواہب للدنیا کے شارح علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ حرم مکہ میں موجود کبوتر، کبوتروں کے اس جوڑے کی نسل سے ہیں۔ اس خدمت جلیلہ کا انہیں یہ صلہ دیا گیا ہے کہ ان کی نسل بھی منقطع نہیں ہوئی۔ 14 صدیوں سے باقی ہے اور حرم شریف میں انہیں پناہ ملی ہوئی ہے کوئی انہیں چھیڑ نہیں سکتا۔ اس لیے لغت عرب میں یہ مثل زبان زدِ عام ہے کہ فلاں شخص کو حرم کے کبوتروں سے بھی زیادہ امن و امان میسر ہے"۔ ساتھ ہی غار کے منہ پر عنکبوت (مکڑی) نے گھنا جالا تان دیا۔ دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ جالا آج کل میں نہیں تنا گیا بلکہ کئی سال پہلے کا ہے۔ یہ سب انتظامات اس عظیم طاقت والے مالک الملک کی بے پایاں قدرت کا کرشمہ تھے۔ ان روایتوں کو حافظ ابن کثیر جیسے نقاد حدیث نے "حسن" کہا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ سند حسن ہے اور مکڑی کے جالا بننے کے بارے میں جو روایات ہیں ان سے ظاہر ہے کہ یہ انتظامات اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی حفاظت کے لیے فرمائے۔[17] علامہ نور بخش توکلی "سیرت رسول عربی" میں اس طرح بیان کرتے ہیں: مگر غار پر اس وقت خدائی پہرہ لگا ہوا تھا۔ دہانہ پر مکڑی نے جالا تنا ہوا تھا اور کنارے کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے، یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ اگر حضرت محمد ﷺ اس میں داخل ہوتے تو مکڑی

جالا نہ تنتی اور کبوتری انڈے نہ دیتی۔[18] جہاں تک غار ثور کے معجزات (کبوتری کے انڈے، مکڑی کا جالا، درختوں کی ٹہنیوں) کی روایات کے مستند یا غیر مستند ہونے کا تعلق ہے تو علامہ شبلی نعمانی نے "سیرت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" میں ان روایات کو کمزور قرار دیا ہے لیکن دوسری طرف اکابر اہل سیر اور مورخین نے ان روایات کو سلسلہ وار راویوں کا حوالہ دیکر بیان کیا ہے جن میں علامہ جلال الدین سیوطی نے صحابہ کرام حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت زید بن ارقم، حضرت مغیرہ بن شعبہ کے حوالے سے ابن سعد، ابن مردویہ، بیہقی اور ابونعیم کی ان معجزات کی بابت روایات کا ذکر "الخصائص الکبریٰ" میں کیا ہے۔ اگر ان تمام روایات کو ایک طرف بھی رکھ دیا جائے پھر بھی معجزات النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انکار سے متعلق ھیکل کے موقف کا اثبات نظر نہیں آتا کیونکہ قرآن نے غار ثور میں قیام کے دوران جن الفاظ میں غیبی مدد کو بیان کیا ہے اس سے معجزہ کا اثبات واضح ہو جاتا ہے۔ قرآن میں یہ (وایده بجنود لم تروها 40:9) بیان ہے کہ ایسے لشکروں سے مدد کی جو نظر نہ آتے تھے۔ جو فوج لشکر کی شکل میں آئے اور انسان کو نظر نہ آئے تو یہ خلاف عادت، خلاف عقل اور خلاف فطرت ہے اور یہ صریحاً معجزہ ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے غار ثور میں قیام کے دوران پیش آنے والے معجزات کے بارے میں تفسیری ادب اور کتب سیرت کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اس دوران بھی رب العزت نے اپنے پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی معجزانہ طور پر مدد فرمائی اور کفر کی طاقتوں کو پس پشت کیا۔ ھیکل نے اس ضمن میں غار ثور میں قیام کے دوران مکڑی کے جالے، کبوتری کے انڈوں اور درخت کی شاخوں کا صرف ذکر کر کے معجزہ سے انکار کر دیا ہے اور کتب سیرت میں دوسرے معجزات اس بابت جو بیان کیے گئے ہیں ان کا ذکر تک نہ کیا ہے۔

سراقہ کا واقعہ اور ھیکل کا موقف

ھیکل نے ہجرت مدینہ کے سفر میں سراقہ کے تعاقب کے دوران پیش آنے والے واقعات کو معجزہ ماننے سے انکار کیا ہے۔ ولم سراقه بن جعشم ،لما اتبع محمداً حين هجرته الى المدينة۔[19] "اور سراقہ بن جعشم ایمان کیوں نہیں لایا جب اس نے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا تعاقب کیا مدینے کو ہجرت کے دوران"۔ ھیکل نے سراقہ سے متعلقہ مکمل واقع کا ذکر معجزہ کے بیان سے بچنے کے لیے ترک کر دیا ہے اور اس سلسلہ میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سراقہ کو کسریٰ کے کنگن پہنچائے جانے کی خوشخبری کی بابت دی گئی پیشین گوئی کا ذکر بھی نہ کیا ہے۔ سراقہ کے بارے میں کتب سیرت میں مستند روایات کے تحت یہ ذکر کیا گیا ہے کہ سراقہ فتح مکہ کے دوران ایمان لے آیا تھا اور حضرت عمر فاروقؓ کے عہد حکومت میں سراقہ کو کسریٰ کے شاہی کنگن بھی پہنائے گئے تھے جو کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سراقہ کو ہجرت مدینہ کے دوران تعاقب کے بعد خوشخبری دی تھی۔ اس بابت کتب سیرت میں بیان کیا گیا ہے۔ علامہ ابن کثیر "تاریخ ابن کثیر" میں لکھتے ہیں:۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سراقہ سے فرمایا تھا (كيف بك يا سراقه اذا لبست سوارى كسرى) "سراقہ اس وقت تمہاری کیا شان ہو گی جب تم کسریٰ کے کنگن پہنو گے" چنانچہ ایسا ہی ہوا اور عمر فاروقؓ کے زمانے میں جب فتح ایران کے دوران خزانے میں کسریٰ کے کنگن پہنچے تو آپ نے کسریٰ کے بادشاہ کا کنگن سراقہ بن مالک کو پہنایا۔[20] علامہ بیہقی نے اپنی تالیف "دلائل النبوۃ" میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تعاقب میں سراقہ بن جعشم کے گھوڑے کے پاؤں کے معجزانہ طور پر زمین میں دھنسنے کے بارے میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ فذهبت يداه فى الارض۔ (پس اس کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے)[21] صحیح بخاری میں امام بخاریؒ نے اس طرح روایت نقل کی ہے: جب سراقہ واپس ہونے لگا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا! سراقہ اس وقت تیری کیا شان ہو گی جب کسریٰ کے کنگن شاہی تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔ بعد میں سراقہ جب مسلمان ہوئے اور خلافت فاروقی میں فتح مدین ہوا اور کسریٰ کا تاج اور زیورات دربار خلافت میں آئے تو حضرت عمرؓ نے سراقہ کو بلا کر اس کے ہاتھوں میں کنگن پہنا دیئے اور زبان سے فرمایا! اللہ اکبر، اللہ کی بڑی شان ہے کہ کسریٰ کے کنگن سراقہ اعرابی کے ہاتھوں میں پہنا دیئے۔[22] مولانا احمد سعید علامہ بیہقی کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سراقہ بن مالک سے فرمایا "اے سراقہ کیا حال

ہو گا جب تم کو کسریٰ بادشاہ فارس کے دونوں کنگن پہنائے جائیں گے۔" پھر جب عمر بن خطابؓ کے عہد خلافت میں فارس فتح ہوا اور کسریٰ کے دونوں کنگن حاضر کیے گئے تو حضرت عمر بن خطابؓ نے سراقہ کو طلب کیا اور وہ دونوں کنگن ان کو پہنا دیئے اور فرمایا اس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے دونوں ہاتھوں سے چھینے اور سراقہ کے ہاتھوں میں پہنا دیئے۔[23] یہ تو سراقہ کے ایمان لانے کا ذکر ہے اور جہاں تک اس کے گھوڑے کے معجزانہ طور پر زمین میں دھنسنے کا تعلق ہے تو اس کا ذکر تمام سیرت و تاریخ اسلامی کی کتب میں ملتا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی جنہوں نے سیرت النبی ﷺ میں مستند روایات کو لانے کی انتہائی کوشش کی ہے، نے بھی گھوڑے کے پاؤں کے معجزانہ طور پر زمین میں دھنسنے کا ذکر کیا ہے۔[24]

غزوہ تبوک کے دوران پانی کا معجزہ اور ھیکل کا موقف

محمد حسین ھیکل نے "حیات محمد ﷺ" میں غزوہ تبوک کے دوران نبی کریم ﷺ کے پانی کے معجزے سے انکار کیا ہے اور یہ لکھا ہے: سیرت کی کتابوں میں تبوک کا ذکر جس عنوان سے موجود ہے اس میں نہ تو کوئی معجزہ کی حکایت ہے اور نہ صحیح مسلم کی روایت کا سا کوئی اشارہ ہے جیسا کہ سیرت ابن ہشام میں منقول ہے کہ جب دوسرا دن ہوا اور لوگوں کو پانی نہ ملا تب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی مصیبت کا اظہار کیا جس پر آنحضرت ﷺ نے دعا کی۔ آسمان پر بادل امڈ آئے، مینہ برسا اور لوگوں نے جی بھر کر پانی پیا اور راستہ کے لیے بھی بھر لیا۔[25]

ھیکل کے موقف کا رد

ھیکل نے نبی آخر الزمان ﷺ کے ہاتھوں معجزانہ طور پر پانی کے پیدا ہونے کے صرف اس معجزے کا ذکر ہی کیا ہے جو غزوہ تبوک کے دوران پیش آیا اور اس کو بھی ابن ہشام کا سہارا لے کر ماننے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ آپ ﷺ کی زندگی میں کئی بار معجزانہ طور پر پانی کے پیدا ہونے کا چشمہ رونما ہوا، کبھی انگلیوں میں سے، کبھی خالی برتنوں میں سے، کبھی پتھروں میں سے پانی کے چشمے رونما ہوئے۔ ذیل میں کتب سیرت کے حوالے سے مستند روایات کے تحت ھیکل کے اس موقف کا رد پیش کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے ابن ہشام کی روایت کو بیان کیا جاتا ہے تاکہ یہ پتہ چل سکے کہ ابن ہشام نے اس کو معجزہ کے طور پر بیان کیا ہے یا نہیں۔ ابن ہشام "سیرت ہشام" میں صحیح بخاری (کتاب المغازی) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

چشمے کے تھوڑے پانی میں کثرت ہونا

راوی سے منقول ہے: راستے میں ایک چشمہ تھا جس میں بہت کم پانی تھا کہ محض ایک یا دو افراد پیاس بجھا سکیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ جو لوگ ہم لوگوں سے پہلے چشمہ پر پہنچ جائیں وہ ہم لوگوں کے آنے تک پانی استعمال نہ کریں۔ یہ فرمان سماعت کر کے کچھ منافقت رکھنے والے پہلے ہی اس چشمہ پر گئے اور پانی کو استعمال کر لیا۔ جس وقت حضور نبی اکرم ﷺ ادھر تشریف لائے تو چشمہ میں پانی کی ایک بوند بھی نہ تھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے سوال کیا کہ یہ پانی کس نے استعمال کیا۔ عرض کی گئی کہ فلاں فلاں افراد پہلے آئے تھے اور انہوں نے استعمال کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے روکا نہیں تھا کہ میرے آنے سے قبل استعمال نہ کرنا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ان پر لعنت کر کے ان کے لیے بد دعا فرمائی اور اس چشمہ پر آکر اپنا ہاتھ مبارک حضور نبی مکرم ﷺ نے اس کے اندر ڈالا۔ پانی حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ سے بہنے لگا اور حضور نبی اکرم ﷺ دعا فرماتے رہے کہ کچھ ہی دیر میں کڑک اور گرج کی آواز سنائی دی اور پانی نہر کی مانند چشمہ سے رواں ہو گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تم لوگ زندہ رہے یا جو بھی تم میں سے حیات رہے گا وہ اس جنگل کو سارے جنگلوں سے زیادہ ہرا بھرا اور پیداوار والا پائے گا۔[26] سیرت ابن ہشام میں جس طرح اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے اس سے اس کا معجزہ ہونا ثابت ہوتا ہے کہ چشمہ میں پانی کی ایک بوند بھی نہ رہے اور پھر نبی اکرم ﷺ کے صرف ایک ہاتھ ڈالنے کی وجہ سے پانی اتنا تیزی سے بہنے لگا کہ

کڑک اور گرج کی آواز سنائی دے اور چشمہ نہر کی مانند ہو جائے۔ اس میں صرف ایک معجزہ نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی بھی ہے کہ یہ جنگل دوسرے جنگلوں سے زیادہ ہرا بھرا ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ ھیکل نے صحیح مسلم کی اس بابت روایات کا ذکر کیا ہے اور اس میں اچانک بارش آنے کا بیان کیا ہے اور پھر یہ بھی بیان کیا ہے کہ اچانک بارش آنے پر صحابہ اکرام نے ایک منافق سے کہا تھا کہ اے کمبخت اب بھی تجھے رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر یقین نہیں ہے تو اس نے کہا تھا کہ یہ کیا ہے۔ بادل کا ایک ٹکڑا تھا جو برسا اور چلا گیا۔[27] ھیکل کی مسلم کی اس روایت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی دعا کی وجہ سے اچانک بارش کا آنا صحابہ اکرام نے تو معجزہ مان لیا تھا لیکن منافق نے نہ مانا اور ھیکل اس ضمن میں منافق کے خیال کو ترجیح دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس سے عقل سلیم کے مالک کسی بھی انسان کو ھیکل کے بارے میں اس کے بطور مسلمان ایسا موقف نبی آخر الزمان ﷺ کے بارے میں رکھنے سے فیصلہ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے گی۔ مزید اس ضمن میں کتب سیرت میں اس معجزہ کا ذکر اس طرح آیا ہے: علامہ بیہقی لکھتے ہیں: ثم غسل رسول ﷺ فيهووجهه ،ثم اعاده فيها فجرت العين بماء كثيرا[28]. علامہ ابن کثیر "تاریخ ابن کثیر" میں اس طرح بیان کرتے ہیں: پھر آپ ﷺ اترے اور آپ ﷺ نے ایک چٹان کے نیچے ہاتھ رکھا تو پانی مشیت الٰہی کے مطابق آپ ﷺ کے ہاتھ سے گرنے لگا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے چھڑکا اور اسے اپنے ہاتھ سے صاف کیا اور آپ ﷺ نے مشیت الٰہی کے مطابق دعا کی تو پانی پھوٹ پڑا جیسا کہ سننے والے بیان کرتے ہیں اور بجلیوں کی طرح اس کی آواز سنائی دیتی تھی پس لوگوں نے پانی پیا اور اس سے اپنی حاجت پوری کی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم زندہ رہے یا تم میں سے کوئی زندہ رہا تو وہ اس وادی سے متعلق ضرور سنے گا کہ وہ اپنے سے پہلی اور پچھلی وادیوں سے زیادہ سرسبز ہو گی۔[29] تاریخ طبری میں بھی ابن جریر نے رسول اللہ ﷺ کی دعا کی وجہ سے غزوہ تبوک کے سفر کے دوران اچانک بارش کے برسنے کو بیان کیا ہے اور ساتھ ہی ایک منافق کا بھی ذکر کیا ہے کہ اس اچانک بارش پر صحابہ نے اس سے کہا تھا کہ اب بھی تجھے رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر شک ہے تو پھر بھی اس نے کہا کہ یہ بادل کا ایک ٹکڑہ تھا جو کہ برس کے چلا گیا۔ مزید تاریخ طبری میں غزوہ تبوک سے متعلقہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی تھی اور ایک منافق نے واویلا کر دیا کہ نبی ﷺ کو نعوذ باللہ یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کی ناقہ کدھر ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی محفل میں اپنے صحابہ کرام کو فرما دیا تھا کہ ایک آدمی ایسے باتیں کر رہا ہے اور وہ باتیں کرنے والا (منافق) اس وقت دوسری جگہ پر موجود تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! بخدا میں صرف وہی جانتا ہوں جو مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ اونٹنی فلاں گھاٹی کی وادی میں موجود ہے اس کی مہار ایک جھاڑی سے الجھ گئی ہے اور صحابہ نے جا کر دیکھا تو ایسا ہی تھا جیسا کہ آپ ﷺ نے بتایا تھا۔[30] علامہ جلال الدین سیوطی نے "الخصائص الکبریٰ" میں اس بابت بیہقی اور ابو نعیم کے حوالے سے اس طرح بیان کیا ہے: جس وقت رسول اللہ ﷺ تبوک پہنچے تو وہاں پانی کی شدید قلت تھی، حضور ﷺ نے چلو بھر پانی لیا، اس سے کلی کی اور پھر اسے چشمے کے اندر ڈال دیا جس کی برکت سے چشمے کا پانی جوش مارنے لگا حتیٰ کہ وہ لبالب بھر گیا اور آج تک اسی طرح بھرا ہوا ہے۔[31] مولانا صفی الرحمن مبارکپوری "الرحیق المختوم" میں اس طرح بیان کرتے ہیں: راستے میں لشکر کو پانی کی سخت ضرورت پڑی حتیٰ کہ لوگوں نے رسول عربی ﷺ سے شکوہ کیا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیا، بارش ہوئی، لوگوں نے سیر ہو کر پانی پیا اور ساتھ بھی لے لیا۔ صفی الرحمن مبارکپوری نے غزوہ تبوک کے دوران پانی کے دوسرے معجزے کا ذکر اس طرح کیا ہے:۔ پھر چشمے سے چلو کے ذریعے تھوڑا تھوڑا پانی نکالا کہ قدرے جمع ہو گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا چہرہ اور ہاتھ دھویا اور اسے چشمے میں انڈیل دیا۔ اس کے بعد چشمے سے خوب پانی آیا۔ صحابہ نے خوب سیر ہو کر پانی پیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم اس مقام کو باغات سے ہرا بھرا دیکھو گے۔[32] پیر کرم شاہ الازہری نے "ضیاء النبی" میں آپ ﷺ کے پانی سے متعلقہ تمام معجزات کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے وہ

بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ کے وہ معجزات جن کا تعلق جمادات سے ہے ان میں سے بعض وہ ہیں جن کا تعلق پانی سے ہے کہ پانی بہت قلیل تھا اور سرکار دوعالم ﷺ کی برکت کی وجہ سے اس میں کثرت و فراوانی پیدا ہو گئی۔ انگشت ہائے مبارک سے پانی کا جاری ہونا، حضور ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے اس کے بارے میں علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ انگلیوں سے پانی صرف ایک مرتبہ جاری نہیں ہوا بلکہ بہت سے مقامات پر یہ معجزہ لوگوں نے دیکھا اور اس کی روایت اتنی کثیر سندوں سے ہوئی ہے کہ اس سے علم قطعی ثابت ہوتا ہے کیونکہ یہ روایتیں تواتر معنوی تک پہنچی ہوئی ہیں۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو کثیر التعداد راویوں اور جم غفیر نے روایت کیا ہے اور یہ سلسلہ روایت صحابہ تک چلا جاتا ہے کیونکہ اس قسم کے واقعات اس وقت ہوئے جب حضور ﷺ ایک محفل میں تشریف فرماتے یا مجاہدین کا جمگھٹا تھا۔ پھر کسی نے بھی اس واقعہ کے راویوں پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ پھر فرماتے ہیں کہ یہ معجزات کی قطعیت از ثبوت ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ انگشت ہائے مبارک سے پانی جاری ہونے کی روایت کو کثیر طرق سے اجلہ محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ حضرت انس کی روایت کو شیخین اور امام احمد بن حنبل اور دیگر محدثین نے پانچ طرق سے روایت کیا ہے۔ ان ہی حضرات نے حضرت جابرؓ کی حدیث کو چار طرق سے نقل کیا ہے۔ جب یہ روایت اتنی کثیر طرق سے مروی ہے تو ابن ابطال کا کہنا کہ صرف حضرت انسؓ سے جو ایک روایت مروی ہے، مردود ہے۔ یہ حضور ﷺ کا عظیم معجزہ ہے جو کسی دوسرے نبی کو نہیں عطا فرمایا گیا۔ حضرت موسیٰ نے اپنے عصا کی ضرب سے 12 چشمے جاری کیے لیکن وہ پتھر سے جاری ہوئے اور پتھروں سے پانی کا جاری ہونا ایک عام بات ہے لیکن انگلیوں سے پانی کے چشموں کا ابلنا یہ اللہ کے محبوب مکرم ﷺ کا معجزہ ہے۔ صاحب المواہب للدنیا فرماتے ہیں انگلیوں سے پانی کے چشموں کا جاری ہونا بہت سے صحابہ سے مروی ہے جن میں سے بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حضرت انسؓ، جابر، ابن مسعود، ابن عباس وغیرہ۔ حضرت انس سے روایت اس طرح منقول ہے کہ آپ فرماتے ہیں ہم مدینہ طیبہ کے بازار میں زوراء کے مقام پر تھے۔ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ لوگ وضو کرنے کے لیے پانی کی تلاش کرنے لگے لیکن آس پاس پانی نہ ملا چنانچہ بارگاہ رسالت میں تھوڑا سا پانی جو دستیاب ہوا تھا پیش کر دیا گیا۔ حضور ﷺ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک رکھا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وضو کر لیں۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے چشمے ابلنے لگے۔ یہاں تک کہ سب لوگوں نے بڑی تسلی سے وضو کیا اور ان کی تعداد 70 یا 80 تھی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ہم نے حضرت انس سے پوچھا کہ تمہاری تعداد کتنی تھی انہوں نے کہا کہ ہم 300 کے قریب تھے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ انگلیوں سے پانی ابلنے والا واقعہ ایک مرتبہ نہیں ہوا، دو مرتبہ ہوا۔ ایک بار جن لوگوں نے وضو کیا ان کی تعداد 70 یا 80 تھی اور دوسری مرتبہ جن لوگوں نے وضو کیا ان لوگوں کی تعداد 300 کے قریب تھی۔[33] اس کے علاوہ پیر کرم شاہ نے پانی کے دوسرے معجزات کا بھی ذکر کیا ہے اور غزوہ تبوک کے سفر کے دوران وقوع پذیر ہونے والے معجزہ کا ذکر اس طرح کیا ہے: غزوہ تبوک کے سفر میں حضور ﷺ نے حضرت ابو قتادہ کے وضو کے برتن سے وضو فرمایا اور اس میں کچھ پانی باقی رہ گیا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا! اے ابو قتادہ اس برتن کو حفاظت سے رکھنا اس کی بڑی شان ہو گی۔ کچھ عرصہ بعد لشکر اسلام کو پیاس کی شدت محسوس ہوئی اور بارگاہ رسالت میں انہوں نے عرض کی۔ حضور ﷺ نے ابو قتادہ کا وہی برتن منگوایا اور پیالہ ہاتھ میں ڈال کر سب کو پلاتے رہے۔ مسلمان قوم نے سیر ہو کر پانی پیا، تمام جانوروں کو پانی پلایا اور اپنے مشکیزے بھی بھر لیے۔[34] علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی "سیرت مصطفیٰ" میں بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب وہاں پہنچے تو جوتے کے تسمے کے برابر اس میں ایک دھار تھی آپ ﷺ نے اس میں سے تھوڑا سا پانی منگوا کر ہاتھ منہ دھویا اور حکم دیا کہ یہ پانی چشمہ میں انڈیل دو، لوگوں نے جب یہ پانی چشمہ میں ڈالا تو چشمہ سے زوردار پانی کی موٹی دھار بہنے لگی اور 3000 کا لشکر اور تمام جانور اس پانی سے سیراب ہو گئے۔[35] پانی کے متعلق ایک معجزہ نہیں بلکہ کئی معجزات آپ ﷺ کے ذریعے سے اللہ پاک کی ذات نے وقوع پذیر کیے۔ اس میں ھیکل کا یہ کہنا ہے کہ روایات کا بعض جگہ

اختلاف ہے جس کی وجہ سے علمی الجھن پیدا ہوئی ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ پانی کا معجزہ ایک دفعہ نہیں بلکہ بعض اوقات ایک ہی موقع پر ایک سے زیادہ بار پیش آیا ہے۔مزید یہ کہ روایات مختلف ضرور ہیں لیکن ہر روایت میں پانی کے معجزہ کا اثبات نظر آتا ہے۔ہر روایت میں آپ ﷺ کی ذات کی وجہ سے پانی کی کثرت کا ہی بیان آیا ہے۔اس ضمن میں مستند روایات کی روشنی میں ھیکل کے معجزات سے انکار کے موقف کا واضح طور پر رد ہو جاتا ہے۔محمد حسین ھیکل نے سیرت النبی ﷺ پر کتاب "حیات محمد ﷺ" جو ایک ہی جلد میں لکھی ہے جس میں نبی رحمت ﷺ کی زندگی کے بہت سے حالات نہ لکھے گئے ہیں اور معجزات سے جان چھڑانے کے لیے تو انہوں نے اپنا موقف ہی مقدمہ میں ظاہر کر دیا ہے کہ معجزات تھے ہی نہیں ورنہ سیرت پر کتب تو کئی جلدوں میں لکھی گئی ہیں اور صرف معجزات رسول اللہ ﷺ پر بھی ء کئی کتب کئی جلدوں میں لکھی گئی ہیں۔ھیکل نے "حیات محمد ﷺ" میں جہاں کہیں کسی ایسے واقع کا ذکر کیا ہے جو کہ معجزہ ہے تو سرسری ذکر کیا ہے اور اس کا معجزہ ہونا بیان نہ کیا ہے۔

منکرین معجزہ کے اعتراضات اور ان کا رد

جن عقل پرستوں نے معجزہ کو جہاں عقل کے خلاف قرار دیا ہے وہاں انہوں نے اسے خلاف قانون فطرت بھی کہا ہے۔اس سلسلہ میں وہ ذیل آیات قرآنیہ کا حوالہ دیتے ہیں: 1.لَا تَبۡدِيۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔[36] (خدا کی بنائی ہوئی فطرت میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا،یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے)۔2.لَا تَبۡدِيۡلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ[37] (خدا کی باتیں بدلتی نہیں)۔3.وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا[38] (اور تم خدا کی عادت میں تغیر و تبدل نہ پاؤ گے)۔اسی طرح ھیکل نے بھی معجزات کو خلاف قانون فطرت قرار دیتے ہوئے آیت قرآنی کا حوالہ دیا ہے۔اس بابت وہ یوں لکھتے ہیں: سیرت النبی ﷺ میں جو بات خلاف عقل ہو اسے تسلیم نہ کیا جائے کیونکہ آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ جن خوارق (یعنی معجزات) کا تعلق پیدا کیا گیا ہے،نہ تو ان کی روایت میں تمام راوی متفق ہیں اور نہ وہ ان معجزات کو "خلق میں اصول قرآنی" ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ہی کے مطابق پاتے ہیں۔[39] آیات بالا کے ضمن میں مختلف مفسرین کرام کی آراء کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے تاکہ یہ ثابت کیا جاسکے کہ ان آیات سے اللہ تعالیٰ کی مدعا معجزات کا نہ ہونا ہے یا ان سے اللہ رب العزت کی کوئی اور حکمت مراد ہے۔1۔لَا تَبۡدِيۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔[40] علامہ ابن کثیر "تفسیر ابن کثیر" میں اس آیت کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں: لا تبدیل لخلق اللہ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں رد و بدل نہیں،امام بخاری نے بھی خلق اللہ کا یہی معنی بتایا ہے یعنی دین اور فطرت سے مراد اسلام ہے۔حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسا کہ ایک جانور صحیح سالم بچہ جنتا ہے لیکن بعد میں لوگ اس کے کان وغیرہ کاٹ دیتے ہیں۔پھر آپ ﷺ نے یہ آیت لا تبدیل لخلق اللہ تلاوت فرمائی۔[41] علامہ جلال الدین سیوطی "تفسیر در منثور" میں اس طرح بیان کرتے ہیں: ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد دین اسلام کہ فطرت اللہ سے مراد اسلام ہے اور ابن عباس سے امام ابن ابی حاتم نے لا تبدیل لخلق اللہ کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ اللہ کے دین میں کوئی تبدیلی نہیں اور الدین القیم سے مراد مضبوط فیصلہ ہے۔[42] احمد یار خان نعیمی "نور العرفان" میں اس طرح بیان کرتے ہیں: چنانچہ ہر بچہ فطرت سلیم پر پیدا ہوتا ہے جس کا اس نے میثاق کے دن عہد کیا تھا۔اس طرح کہ کوئی بچہ کفر پر پیدا ہو جائے یہ ناممکن ہے ہاں ہوش سنبھال کر کوئی مومن رہتا ہے اور کوئی کافر ہو جاتا ہے۔[43] پیر کرم شاہ الازہری "ضیاء القرآن" میں بیان کرتے ہیں: تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا بندہ بنا کر پیدا کیا ہے تم لاکھ چاہو اس کی بندگی سے نکل جاؤ ناممکن ہے۔تم لاکھ چاہو کہ اس کے علاوہ کسی اور کو اپنا خدا بنا لو قطعاً محال ہے۔اس آیت کا مفہوم یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دین اسلام نے جو نظام حیات دیا ہے وہ

ہماری فطرت کے عین مطابق ہے۔[44] صلاح الدین یوسف نے "احسن البیان" میں اس طرح لکھا ہے: یعنی اللہ کی اس خلقت (فطرت) کو تبدیل نہ کرو بلکہ صحیح تربیت کے ذریعے سے اس کی نشوونما کرو تاکہ ایمان و توحید بچوں کے دل و دماغ میں راسخ ہو جائے۔[45] مولانا شبیر احمد عثمانی نے "تفسیر عثمانی" میں یوں بیان کیا ہے: یعنی اصل پیدائش کے لحاظ سے کوئی تغیر و تبدل نہیں۔ ہر فرد انسان کی فطرت قبول حق کے لیے مستعد بنائی گئی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس فطرت پر پیدا کیا ہے اس کو تم اپنے اختیار سے بدل کر خراب نہ کرو۔ بیج تم میں ڈال دیا ہے اسے بے توجہی و بے احتیاطی سے ضائع مت کرو۔[46] 2. لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ[47] علامہ ابن کثیر "تفسیر ابن کثیر" میں آیت بالا کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ اس (نیکوکاروں کو صلہ دینے کے وعدہ) کی نہ تو خلاف ورزی ہو سکتی ہے اور نہ اس میں تغیر و تبدل ممکن ہے بلکہ یہ ہر صورت میں پورا ہو کر رہے گا اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔[48] علامہ جلال الدین سیوطی نے "تفسیر در منثور" میں اس طرح بیان کیا ہے: امام ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے حضرت نافع سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حجاج نے کہا کہ ابن زبیر نے کتاب اللہ کو بدل دیا ہے تو حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ تو اس کی طاقت رکھتا ہے نہ ابن زبیر، اس لیے کہ ارشاد گرامی ہے: لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے کلمات نہیں بدلتے۔[49] نعیم الدین مراد آبادی نے "خزائن العرفان" میں اس طرح بیان کیا ہے: اس کے وعدے خلاف نہیں ہو سکتے جو اس نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسولوں کی زبان سے اپنے اولیاء اور اپنے فرمانبردار بندوں سے فرمائے۔[50] مفتی احمد یار خاں نعیمی "نور العرفان" میں لکھتے ہیں: لہذا اولیاء اللہ کے جو مراتب مقرر فرمائے گئے اور ان سے جو وعدے کیے گئے سب برحق ہیں۔[51] پیر کرم شاہ الازہری "ضیاء القرآن" میں اس طرح رقم طراز ہیں: یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کے ساتھ جن انعامات کے وعدے کیے ہیں اور بے پایاں عنایات اور بشارتیں دی ہیں وہ قطعی ہیں۔ ان میں رد و بدل نہیں ہو گا اللہ تعالیٰ ضرور اپنے مقبول بندوں کو ان نوازشات سے سرفراز فرمائے گا۔[52] مولانا شبیر احمد عثمانی "تفسیر عثمانی" میں لکھتے ہیں: یعنی اللہ تعالیٰ کی باتیں اور اس کے وعدے سب پختہ اور اٹل ہیں جو بشارتیں دی ہیں ضرور پہنچ کر رہیں گی۔[53] 3. وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا[54] علامہ ابن کثیر "تفسیر ابن کثیر" میں اس آیت کے ضمن میں یوں لکھتے ہیں: پھر فرمایا سنت اللہ یعنی اپنے نفاق اور کفر پر ڈٹے رہنے والے اور ایمان کی طرف نہ لوٹنے والے منافقین کے متعلق ہماری یہی سنت رہی ہے کہ اہل ایمان کے ذریعے انہیں مغلوب و مقہور کیا جاتا ہے اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی سنت میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔[55] علامہ جلال الدین سیوطی "تفسیر در منثور" میں اس طرح بیان کرتے ہیں: جو کوئی برا فعل کرے گا تو اسے پکڑا جائے گا اور ان کی گردنیں اڑادی جائیں گی اور سابقہ امتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کا دستور یہی رہا ہے اور یہ بدلتا نہیں۔[56] علامہ شبیر احمد عثمانی "تفسیر عثمانی" میں بیان کرتے ہیں: یعنی عادت اللہ یہی رہی ہے کہ پیغمبروں کے مقابلہ میں جنہوں نے شرارتیں کیں اور فتنے فساد پھیلائے اسی طرح ذلیل و خوار ہوئے یا ہلاک کر دیئے گئے یا یہ مطلب ہے کہ پہلی کتابوں میں بھی یہ حکم ہوا ہے کہ مفسدوں کو اپنے درمیان سے نکال باہر کرو۔[57] ان آراء سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ان آیات کا معنی و مطلب ہرگز معجزہ کا عدم جواز نہیں بلکہ مفسرین کرام کی ان تفاسیر سے اور ان آیات بالا کے سیاق و سباق سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متقی لوگوں سے کیے گئے وعدے جو کہ آخرت کی کامیابیوں کی صورت میں پورے ہوں گے اور کفار کو دیئے جانے والے عذاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی سنت، کہ ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ آیات "لا تبدیل لخلق اللہ"، "لا تبدیل لکلمات اللہ" اور "ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا" کا انکار معجزہ سے کوئی تعلق نہ ہے۔ آیات کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیر ہرگز یہ قدرت نہیں رکھتا کہ فطرت اللہ کو بدل دے۔ تعجب یہ ہے کہ مخالفین نے یہ مطلب کہاں سے اخذ کر لیا ہے کہ اللہ بھی اسے نہیں بدل سکتا۔ ہر چیز اس احکم الحاکمین کے تابع ہے وہ جو چاہے صرف لفظ کن سے فوراً

کر دے۔ کسی کی کیا مجال کہ اس کے سامنے کوئی آڑے آئے۔ فطرت بھی اسی کا ہی قانون ہے اس لیے وہ بحکم "فعال لما یرید"[58] (تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے) جب چاہے اپنے قانون کو بدل سکتا ہے۔

خلاصۂ بحث

آغاز کائنات سے لے کر ہر دور میں اللہ پاک نے انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء بھیجے ہیں جن کی زندگیوں کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان سے کچھ مافوق الفطرت واقعات بھی بحکم وقدرت الٰہی رونما ہوئے جن کو عقل انسانی تسلیم کرنے سے جی چراتی رہی۔ انبیاء اپنے زمانے کے سب سے اعلیٰ وافضل کمالات وخصوصیات کے مالک ہوا کرتے ہیں اور وہ انسانی عقل کے تابع نہیں بلکہ احکامات الٰہیہ کے تابع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی ایک نشانی یہ بھی بتائی ہے کہ وہ غیب کی چیزوں یعنی ان دیکھی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں. ارشاد ربانی ہے: الذين يومنون بالغيب (البقرہ،2:3)۔ (وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں غیب کے ساتھ)۔ یہ بات عقل تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوتی کہ ایک چیز کو دیکھا نہ ہو اور اس کو مان لیا جائے جیسا کہ فرشتوں کا ہونا، جنت و دوزخ وغیرہ۔ اسی طرح انبیاء کرام سے بھی کچھ مافوق الفطرت وعادت ایسے امور سرزد ہوا کرتے ہیں جن کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔ ایسے امور کے ظاہر کیے جانے کا مقصد اہل ایمان کے دل کو تشفی دینا اور غیر ایمان کو دین اسلام کی طرف راغب کرنا ہوتا ہے اور عقل سلیم کے مالک تو اس پر ایمان لاتے رہے ہیں لیکن عقل ناقص کے حاملین نے کبھی جادو کا نام دے کر اور کبھی عقل کے خلاف کہہ کر ماننے سے انکار کیا ہے اور کچھ ایسے لوگ جو دائرہ اسلام میں تو داخل ہو گئے لیکن امور غیبیہ اور ماورائے عقل و فطرت امور کا علم اللہ ہی کے ساتھ خاص کرنے کا پکا ایمان اپنے قلوب و اذہان میں اس طرح ثبت کیا کہ اللہ پاک کے سوا کوئی جان سکتا ہی نہیں۔ یہ بات تو درست ہے لیکن ایمان رکھنا کہ اللہ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جان سکتا، غفلت و جہالت اور کم عقلی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ" (اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے)۔ (البقرہ:255) اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم تک کسی کو پہنچ حاصل نہ ہے مگر وہ لوگ جن کے بارے میں رب چاہے اور جتنا چاہے ان کو ایسا علم عطا فرمائے۔ اہل مغرب نے ہمیشہ اسلام کو شکست یاب کرنے کی کوشش کی ہے خواہ وہ کوشش علمی لحاظ سے ہو یا جنگی طاقت کے لحاظ سے لیکن اس مقصد میں کامیاب ہونے کی بجائے وہ دن بدن ناکام ہو رہے ہیں اور اسلام کو ناکام کرنے کی کوشش کی وجہ سے اللہ پاک اسلام کو مزید ترقی دے رہا ہے۔ قرآن میں سے (نعوذ باللہ) غلطیاں نکالنے اور اس کی تعلیمات کو کبھی خلاف عقل اور کبھی جابرانہ قرار دینے کی جتنی وہ کوشش کر رہے ہیں جو اگرچہ اسلام دشمنی کی خاطر انہوں نے کی ہو لیکن نتیجتاً وہ اسلام کی اشاعت کا ذریعہ بن رہی ہے خود انہی کی اسلام پر تحقیقات کو دیکھ کر اہل یورپ میں سے اسلام قبول کرتے جا رہے ہیں۔ قرآن کے ساتھ ساتھ صاحب قرآن کے کردار و عمل اور شان و مرتبت کو کم کرنے کی جوں جوں وہ کوشش کر رہے ہیں تو ان کی انہی کوششوں کی وجہ سے اللہ پاک نبی اعظم ﷺ کے مرتبہ کو عوام الناس میں عام کر رہا ہے۔ اگر کوئی مستشرق یا مستشرقین سے متاثر مسلمان جس کے دل میں اسلام کی روح راسخ نہیں ہوئی، صاحب قرآن کی شان و قدر و منزلت کے خلاف ایک کتاب لکھتا ہے تو اس کے رد میں ہزاروں تحقیقات سامنے آجاتی ہیں جس کے نتیجہ میں سیرت النبی ﷺ کے بحر رواں میں علوم و معارف کے نئے موتی چمکنے لگتے ہیں۔

References

[1] Lo Wais Malouf, *Al-Munjad* (Beirūt: Dār al-Mashriq, 1986), 488.

[2] Muhammad Hussain Heckle, *Ḥayāt-e-Muhammad* (Cairo: Dār al-Ma'ārif, 1990), 225.

[3] Al-Tūba 9:40.

[4] Amād al-Dīn Ibn Kathīr, *Tareekh Ibn-e-Kathīr*, trans. Muhammad Akram al-Azharī (Lahore: Zia al-Qurān Publications, 2010), 2:183.

[5] Jalal al-Dīn Suyūṭī, *Tafseer Dur-e-Mansoor*, trans. Muhammad Iqbal Shah (Lahore: Zia al-Qurān Publications, 2010), 3:141.
[6] Muhammad Na'eem al-Dīn Murād Abādī, *Khazā'in al-'Irfān* (Lahore: Pak company, 2008), 948.
[7] Muhammed Karam al-Azharī, Ziā al-Qurān (Lahore: Ziā al-Qurān Publications, 2012), 2:206.
[8] Ghulām Rasool Sa'eedī, *Tibyān al-Qurān* (Lahore: Farid Book Stall, 2009), 5:140.
[9] Shabir Ahmed Usmānī, *Tafseer Usmānī* (Lahore: Life Guard Printers, 2010), 252.
[10] Muhammad Ibn Sād, *Ṭabaqāt Ibn-e-Sād*, trans. Abdullah al-Amādī (Karachi: Nafees Academy, 2004), 1:135-136.
[11] Ibn Kathīr, *Tareekh Ibn-e-Kathīr* (Karachi: Nafees Academy, 2006), 3:183.
[12] Muhammad Ibn Abd al-Malik Ibn Hashām, *Seerat al-Nabī*, trans. Mohammad Iqbal Qadri (Lahore: Akbar Books Sales Center, 2015), 1:270.
[13] Suyūṭī, *Al-Khaṣā'is al-Kubrā* (Lahore: Zia al-Qurān Publications, 2014), 1:241-243.
[14] Imām Abu Bakr Ahmad Ibn Hussain Bayhaqī, *Dalā'il-un-Nubuwah* (Beirūt: Dār 'Ilmiyyah, 2010), 2:482.
[15] Sheikh Muhammad Yousuf Nabhani, *Jawāhar al-Bahār*, trans. Ghulām Rasool (Lahore: Zia al-Qurān Publications, 2008), 4:210.
[16] Ṣafī al-Rahmān Mubarak Pūrī, *Al-Rahīq al-Makhtūm* (Lahore: Maktabah As-Salafiya, 2010), 230.
[17] Muhammed Karam, *Ziā-un-Nabī* (Lahore: Zia al-Qurān Publications, 2011), 3:65-66.
[18] Noor Bakhsh Taowakkalī, *Seerat-e-Rasool-Arabī* (Lahore: Shakir Publications, 2007), 76.
[19] Heckal, *Hayat-e-Muhammad*, 75.
[20] Ibn Kathīr, *Tareekh Ibn-e-Kathīr* (Beirūt: Dār al-Ma'ārifah, 1997), 7:37.
[21] Bayhaqī, *Dalā'il-un-Nubuwah*, 2:488.
[22] Imām Muhammad Ibn Ismā'īl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, trams. Muhammad Dā'ūd (Sari Nagar: Maktabah Muslim Jami'āt Manzil, 2008), 5:287.
[23] Ahmad Sa'eed, *Rasool al-Allah (PBUH) ke Teen so Mo'jezāt* (Lahore: Maktaba Sultān Alamgiīr, 2009), 34.
[24] Allama Shiblī Nu'mānī, *Seerat-un-Nabī* (Lahore: Maktaba-tul-Madina, 2004), 1:264.
[25] Heckle, *Hayat-e-Muhammad*, 61.
[26] Ibn-e-Hashām, *Seerat al-Nabī*, 1:79.
[27] Heckle, *Hayat-e-Muhammad*, 63.
[28] Bayhaqī, *Dalā'il-un-Nubuwah*, 5:236.
[29] Ibn Kathīr, *Tareekh Ibn-e-Kathīr*, 5:37.
[30] Ibn Jarīr Ṭabrī, *Tareekh Ṭabri*, trans. Muhammad Ibrāhīm (Karachi: Nafees Academy, 2007), 1:339-340.
[31] Suyūṭī, *Al-khaṣā'is al-Kubrā*, 1:562.
[32] Mubarak Pūrī, *Al-Rahīqal al-Makhtūm*, 585.
[33] Muhammad Karam, *Ziā-un-Nabī*, 5:738-739.
[34] Muhammad Karam, *Ziā-un-Nabī*, 5:740.
[35] Abd al-Musṭafā Ahzamī, *Seerat-e-Musṭafā* (Karachi: Maktaba-tul-Madina, 2012), 407.
[36] Al-Rūm 30:33.
[37] Al-Younus 10:64.
[38] Al-Aḥzāb 33:62.
[39] Heckle, *Hayat-e-Muhammad*, 175.
[40] Al-Rūm 30:33.
[41] Ibn Kathīr, *Tafseer Ibn-e-Kathīr*, 3:716.

[42] Suyūtī, *Tafseer Dur-e-Mansūr*, trans. Muhammad Akram al-Azharī (Lahore: Zia al-Qurān Publications, 2008), 5:461.
[43] Ahmad Yār Khān Na'eemī, *Noor al-'Irfān* (Lahore: Zia al-Qurān Publications, 2012), 650.
[44] Muhammad Karam, *Ziā al-Qurān*, 3:573.
[45] Ṣalāḥ al-Dīn Yousuf, *Ahsan al-Biyān* (Lahore: Dār As-Salām, 2009), 533.
[46] Usmānī, *Tafseer Usmānī*, 533.
[47] Al-Younus 10:64.
[48] Ibn Kathīr, *Tafseer Ibn-e-Kathīr*, 2:716.
[49] Suyūṭī, *Tafseer Dur-e-Mansūr*, 5:461.
[50] Murād Abādī, *Khazā'in al-'Irfān*, 389.
[51] Na'eemī, *Noor al-'Irfān*, 343.
[52] Mohammad Karam, *Ziā al-Qurān*, 2:316.
[53] Usmānī, *Tafseer Usmānī*, 281.
[54] Al-Aḥzāb 33:62.
[55] Ibn Kathīr, *Tafseer Ibn-e-Kathīr*, 3:640.
[56] Suyūṭī, *Tafseer Dur-e-Mansūr*, 5:623.
[57] Usmānī, *Tafseer Usmānī*, 341.
[58] Al-Hūd 11:107.